عورتوں کا امامت کرنا

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا عورت کے لئے امامت کرنا جائز ہے؟ اس کی کیا دلیل اور حکم ہے اگر وہ عورتوں کی جماعت میں پڑھے؟

جواب: ہاں عورت کا عورتوں کی امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں [1]۔ جو منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت مردوں کی جماعت کرائے کیونکہ عورت کے لئے نہیں ہے کہ وہ مرد کی امامت کرے۔ یہ اس لئے کہ مرد عورتوں کے قوام (حاکم) ہیں [2]، اور امام ان کا قوام ہوتا ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، تو وہ مردوں کی امام نہیں ہو سکتی۔ لیکن جہاں تک عورتوں کا سوال ہے تو ہاں ان کی امام ہو سکتی ہے۔ علماء رحمہم اللہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا عورتوں کا مردوں سے الگ ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا سنت ہے یا نہیں، تو اس مسئلے میں علما کے دو قول ہیں۔

1۔ جیسا کہ البیہقی کی روایت میں ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ (دیکھئے تمام المنۃ: ۱۵۴)۔ لیکن عورت امامت اپنے گھر میں عورتوں کو کرے نہ کہ مسجد میں جیسا کہ عائشہ اور ام سلمہ کرتی تھیں۔ عورتوں کی جماعت کے لئے نہ الگ مسجد بنانا اور نہ ہی آذان اور اقامت کی دلیل ملتی ہے۔ یقینا سلف صالحین کی اقتدا میں ہی خیر ہے۔

2۔ شیخ کی مراد اس سے یہ آیت ہے ﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ﴾ النساء: ۳۴

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام میں لکھتے ہیں: وَإِذَا صَلَّتْ الْمَرْأَةُ بِرِجَالٍ وَنِسَاءٍ وَصِبْيَانٍ ذُكُورٍ فَصَلاةُ النِّسَاءِ مُجْزِئَةٌ وَصَلاةُ الرِّجَالِ وَالصِّبْيَانِ الذُّكُورِ غَيْرُ مُجْزِئَةٍ ; لأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ الرِّجَالَ قَوَّامِينَ عَلَى النِّسَاءِ وَقَصَرَهُنَّ عَنْ أَنْ يَكُنَّ أَوْلِيَاءَ ، وَلا يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ امْرَأَةٌ إِمَامَ رَجُلٍ فِي صَلاةٍ بِحَالٍ أَبَدًا " (اگر کوئی عورت مردوں، عورتوں اور بچوں (لڑکوں) کو نماز پڑھاتی ہے تو عورتوں کی نماز ہو جائے گی لیکن مردوں اور لڑکوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو گی کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

:الرِّجَالَ قَوَّامِينَ عَلَى النِّسَاءِ (یعنی: مرد عورتوں پر حاکم ہیں) اور عورتوں کو مردوں کا ولی نہیں بنایا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے کہ عورت کسی بھی حال میں نماز میں مردوں کی امام بنے)۔ (کتاب الام ج ۱ ص ۱۹۱)

لیکن اگر عورتیں جماعت میں نماز پڑھتی ہیں تو نہیں ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ اسی طرح صف بندی کریں جیسے مرد کرتے ہیں۔ تو یہ جائز نہیں کہ وہ عورتوں کی صف کے پیچھے اکیلی نماز پڑھے جبکہ اس کے لئے اگلی صف میں جگہ ہو۔ (امامت کرنے والی) اپنے ساتھ پڑھنے والی عورتوں کو صف میں برابر سے کھڑے ہونے کو کہے اور پہلی صف کو پہلے مکمل کرنے کو کہے اسی طرح جیسے مرد کی صفوں کو کیا جاتا ہے۔ لیکن عورتوں کا مردوں کے ساتھ کھڑا ہونا (مرد امام اور مردوں کی جماعت میں) تو نہیں! اس حالت میں وہ (صف میں پیچھے) اکیلی کھڑی ہو کیونکہ عورت کے لئے مرد کی صفوں میں جگہ نہیں ہے[۳]۔

مصدر: فتاویٰ نور علی الدرب (کیسیٹ نمبر ۳۳۸) از شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

---

[۳] جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب کہ ایک بوڑھی عورت بھی تھی جو صف میں پیچھے اکیلی کھڑی ہوئی۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (تو جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو یتیم (لڑکا) میرے ساتھ کھڑا ہوا اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی، اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں (صحیح بخاری: ۸۶۰، مسلم: ۶۵۸)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ دلیل ہے کہ اکیلی عورت مردوں کی صف کے پیچھے کھڑی ہو گی۔

نوٹ: کافروں اور مغربی افکار سے متاثر بعض جاہل عورتیں آج کل آزادیٔ نسواں اور حقوقِ نسواں کی آڑ میں شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ عورتوں کو امامت سے قرآن نے منع نہیں کیا ہے تو ہم کیوں مردوں کی امامت نہیں کر سکتی ہیں؟ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ ہمیں صرف قرآن سے دکھاؤ کہ یہ جائز نہیں ہے! حالانکہ شریعت جو علم اور حکمت والے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے اس کے احکام قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سنتِ نبویہ ﷺ پر مبنی ہیں جس کی فہم اور سمجھ کے لئے صحابہ اور ان کی اتباع کرنے والے سلفِ صالحین کے طریقوں کو دیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ کوئی صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہو اور سبیل المومنین اور اجماع المسلمین کی مخالفت کر کے ہلاکت کا شکار نہ ہو جائے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: **ألا إني أوتيت الكتاب و مثله معه** (تحقیق کہ مجھے کتاب (یعنی قرآن) اور اس کے مثل (یعنی سنت) اس کے ساتھ دیا گیا ہے) (ابوداؤد: ۴۶۰۶). اور اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے: **من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد** (جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہ تھی تو وہ مردود ہے) (مسلم)۔ اور فرمایا: **من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد** (جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہے تو وہ مردود ہے) (مسلم)۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حیاۃ طیبہ میں اور آپ کے بعد بھی کسی صحابیہ نے مردوں کو نماز نہیں پڑھائی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے دروازے پر حدیث جمع کرنے، فتویٰ پوچھنے اور دینی احکام سیکھنے صحابہ اور تابعین آتے، کبھی آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی علمی منزلت کے باوجود بھی مردوں کو مسجد میں نماز نہیں پڑھائی۔ نہ ہی ائمہ اربعہ نے اور نہ ہی ان کے بعد آنے والے کسی معتبر عالم نے اسے جائز کہا۔ بلکہ علما نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز نہیں۔ اور مسلمانوں کا اجماع خود حجتِ شرعیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً

(یعنی: اور جو بھی رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے بعد کہ اس کے اوپر راہِ ہدایت واضح ہو چکی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راہ کی اتباع کرتا ہے تو ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دینگے جدھر وہ خود جاتا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دینگے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔) (سورۃ النساء: ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی عورتوں کے حقوق اور ان کی مصلحتوں کو بہتر جاننے والا نہیں۔ اسلام عدل وانصاف کا دین ہے اور مساوات کے نام پر عورتوں کو ہر معاملے میں مردوں کے برابر قرار دینا ناانصافی اور خود عورتوں پر ظلم ہے۔ حسی طور پر ہر شخص جانتا ہے کہ عورت جسمانی اور ذہنی طور پر مردوں جیسی نہیں ہے۔ تو جب وہ مردوں جیسی نہیں ہے تو ان کے احکام بھی انہیں کے اعتبار سے مختلف ہونے چاہئے۔ اور اسی چیز کی رعایت شریعت نے کی ہے۔ عورتوں کی عزت اور اس کی پردہ پوشی کا خوب خیال رکھا گیا ہے۔ اور اسے ان حالات سے محفوظ رکھا گیا ہے جو اس کے بارے میں معاشرے میں گفتگو اور شرم کا باعث بنے۔ عقلی طور پر بھی یہ بات قابل مذمت ہے۔ بالفرض اگر کوئی عورت امامت سنبھالتی بھی ہے تو پھر وہ اپنے ایامِ حیض میں یا زچگی کے بعد جب وہ نماز نہیں پڑھ سکتی کیا کرے گی؟ کہاں سے دوسری امامت کرنے والی کو تلاش کرے گی؟ اور اگر خطبہ جمعہ دیتے وقت یا نماز پڑھاتے وقت اسے حیض کا خون جاری ہو گیا تو وہ کیا کرے گی؟ اس کی جہری قرأت اور مردوں کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرنے کا تو کہنا ہی کیا!

اسی لئے شریعت کے احکام کو ماننا اور اپنی قاصر عقل سے شرعی حکمتوں کا مقابلہ کرنا چھوڑ دینے میں ہی سلامتی ہے۔

ترجمہ اور حاشیہ: ابو مریم اعجاز احمد